محمد قمر عالم
گیسٹ فیکلٹی، شعبہ فارسی
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

ہندوستانی تہذیب وتمدن پر فارسی اثرات کا مختصر جائزہ

ہندوستان اور ایران عہد قدیم سے ہی لسانی اور تہذیبی تعلقات کے لحاظ سے بیحد قریبی رہے ہیں، اس قرب کی اہم وجہ ان دونوں ملکوں کا جغرافیہ بھی رہا، ''داریوش'' کے زمانے میں اس کی حکومت شمالی مغربی ہندوستان، ہرات اور قندھار تک پھیلی ہوئی تھی، ''چندر گپت موریہ'' کے زمانے میں ہندوستانی حکومت نے سلطنت ایران سے زندگی کے مختلف شعبوں میں روشنی حاصل کی، آریائی النسل، بود و باش، زبان، ثقافت اور رسم و رواج کی یکسانیت سے دونوں ملکوں میں ایک گہرا تعلق ہمیشہ سے استوار رہا ہے، ان تمام وجوہات کی بناء پر ہندوستان میں فارسی زبان وادب کی ترویج واشاعت اور اس کی خدمات انجام دے کر اس کو اپنے ملک میں رائج کر کے عام بول چال کی طرح قبول کرنے میں ہندوستانیوں کو کوئی خاص دقت مشقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے فارسی آسانی سے ہندوستانی تہذیب وتمدن پر اپنا اثر قائم کرنے میں کامیاب رہی۔ دھیرے دھیرے یہ اثرات ہندوستان میں فرہنگ

مشترک کے نام سے وجود میں آئے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ فرہنگ کے سبب ہندوستان میں فارسی زبان نے اہم کردار ادا کرتے ہوئے تہذیبی، ادبی، ثقافتی سرمایہ فارسی تخلیقات کی شکل میں چھوڑے ہیں۔

فارسی زبان کے ہندوستان کی تہذیب پر اثر انداز ہونے کے باعث یہاں کے ادباء، فضلاء و شعراء نے فارسی زبان میں نا قابل فراموش خدمات انجام دیں۔ یہ تمام خدمات ہم کو ہندوستانی بادشاہوں حکمرانوں اور امیروں کی سرپرستی میں سنسکرت کی اہم مذہبی و ادبی کتابوں کا فارسی میں تراجم کی شکل میں، فارسی زبان میں انشاء پردازی، مضمون نگاری و دیگر تحریریں، صوفیاء کرام کے ملفوظات، تاریخی دستاویز، یادداشتیں، دواوین، سفرنامے، فارسی مخطوطات و کتبات کی شکل میں وغیرہ میں بخوبی نظر آتی ہیں۔ زیادہ تر ہندوستانی قدیم و ہندو تحریروں کا فارسی زبان میں ترجمہ ہوا تاکہ بیرونی ملکوں سے آنے والے افراد بھی ان سے پورے طور پر فائدہ حاصل کر سکیں، ان تمام تراجم کے ذریعہ ہندوستانی تہذیب و تمدن اور ہندو مذاہب کے افکار و رموز منظر عام پر آئے، ان تراجم نے ہندوستان میں موجودہ دونوں مذاہب (ہندو و مسلمان) کو آپس میں قریب لانے اور دلی محبت پیدا کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا، یہ تمام تراجم کسی حادثہ کے تحت پیش نہیں آئے اور نہ ہی ان کا مقصد کسی مذہب کی ترویج واشاعت سے تھا بلکہ ان کا اصل مقصد ہندوستان میں موجودہ مذاہب کو آپس میں جوڑنا تھا، ان کے پیروکاروں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت پیدا کرنا تھا، ان تراجم میں قدیم ہندوستانی سائنس، موسیقی، نجوم، فلکیات، ریاضیات، تاریخ، عشقیہ داستانیں و مذہبی کہانیاں موجود تھیں، ان تمام تر کاوشوں کی بناء پر ہی فارسی زبان

ہندوستان میں پسندیدہ سمجھی جانے لگی جس کے زیر اثر دیگر ہندوستانی زبانوں پر فارسی کے اثرات پڑے اور فارسی زبان کے کے کافی الفاظ ہندوستان کی مقامی زبانوں میں پورے طور پر گھل مل گئے۔

بہت سے مسلم حکمرانوں، بادشاہوں اور شاہزادوں نے سنسکرت و دیگر ہندوستانی زبانوں کی کتب کا فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے باقاعدہ تحقیقی جماعتیں قائم کیں، بادشاہ فیروز شاہ تغلق نے مختلف اہم سنسکرت کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرایا، سنسکرت زبان کی علم فلکیات وعلم نجوم کے بارے میں مشہور رسالہ فارسی میں ترجمہ کرایا جس کا نام ''دلائل فیروز شاہی'' رکھا گیا۔ کشمیر کے مشہور حکمراں سلطان زین العابدین نے بھی اپنے دربار میں باقاعدہ ترجمہ کا دبستان قائم کیا، سنسکرت کے مشہور ادباء کو اپنے دربار میں دعوت دی جن میں سب سے مشہور نام ''سری ورا'' کا ہے ''سری ورا'' نے سنسکرت کی کئی اہم کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

مغل شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر نے بھی ترجمہ کا ایک دبستان قائم کیا اور اس وقت کے نامی گرامی اسکولر کو ترجمہ کا کام انجام دینے کے لئے پورے ہندوستان سے دعوت دے کر بلوایا جس کے تحت سنسکرت کی کئی کتب کے ترجمہ فارسی زبان میں ہوئے جن میں راماین کا فارسی ترجمہ، مہابھارت کا فارسی ترجمہ، پنچ تنتر کے تراجم، لیلاوتی، سنگھاسن بتیسی وغیرہ کافی اہم ہیں۔ اکبر کے مشہور ہندو وزیر ٹوڈرمل نے خود ''بھگوت پران'' کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ شہزادہ دارا شکوہ مغل ہونے کے باوجود سنسکرت زبان میں پوری مہارت رکھتا تھا اور اس زبان میں خاصی دلچسپی رکھتا تھا، دارا شکوہ نے ''اپ نشد'' کا فارسی میں ترجمہ ''سر اکبر'' کے نام سے کیا، اس کے علاوہ

داراشکوہ نے سنسکرت کی اہم کتاب ''یوگ وشسٹ'' کا گہرا مطالعہ کیا اور اس کا ترجمہ اپنی نگہ بانی میں فارسی زبان میں کروایا، اس نے ''بھگوت گیتا'' کا بھی فارسی میں ترجمہ کروایا، دارا نے ہندو مذہب کی اہم مذہبی کتب کا فارسی ترجمہ ہندو پنڈتوں کے ساتھ مل کر کرایا تاکہ مسلمان بھی فارسی زبان کے ذریعہ ہندوؤں کے مذہبی افکار، رہن سہن کے آداب، رسم و رواج اور طور طریقے سے مکمل طور پر آشنائی حاصل کرسکیں، ون مالی داس، چندر بھان جیسے ادیب داراشکوہ کے منشی ہوا کرتے تھے۔

سنسکرت کی مذہبی کتب کے علاوہ طبی کتب کے فارسی میں تراجم بھی کافی اہمیت کے حامل ہیں، آیوروید کی مشہور کتاب ''واگھبھٹ'' کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوا، اس کتاب کو بہمنی سلطنت کے حکمران سلطان محمود شاہ کے نام معنون کرکے اس کا نام ''طب محمود شاہی'' رکھا گیا اور ایک بہت اہم کتاب ''معدن الشفا سکندر شاہی'' بھی ہے جس کو ۹۱۸ھ میں بہوہ بن خواص خان نے سلطان سکندر لودی کی فرمائش پر سنسکرت کی معتبر کتابوں کی روشنی میں مرتب کیا تھا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ مغل دور حکومت میں بڑی کثرت سے ہندوؤں نے فارسی زبان سیکھنا شروع کی، سیاسی و سماجی مفادات، نیز مصلحت وقت کے پیش نظر ہندوؤں کے لئے حکمراں قوم کی زبان کو سیکھنا اور اس میں درک پیدا کرنا لازمی تھا، چنانچہ ہندوؤں نے حکمراں طبقے کے روبرو سرخ رو ہونے کے لئے اور سلطنت میں اعلیٰ مراتب و مناصب حاصل کرنے کے لئے ادب کے اس شغل کو اپنایا، جوکہ پورے مسلم دور حکومت میں دفتری اور درباری زبان ہونے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف، ادب و شعر، تہذیب و ثقافت اور درس و تدریس کی زبان بھی بن گئی تھی۔

ہندوستانی ادباء وشعراء نے فارسی زبان وادب کی جو حد درجہ خدمات انجام دیں ہیں ان کے ذریعہ فارسی متصوفانہ ادب، فارسی لغت نویسی، فارسی شاعری، تاریخ، نجوم طب جغرافیہ، ریاضی جیسے موضوعات ہمارے ہندوستانی فارسی ادب کا خزانہ بنے، فارسی میں تصوف کے موضوع پر سب سے قدیم کتاب ''کشف المحجوب'' کو مشہور صوفی بزرگ ''شیخ علی ہجویریؒ'' نے ۱۲ ویں صدی عیسوی میں تصنیف کی۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے ادبی کارناموں کا پہلا فارسی ترجمہ ''عوارف المعارف'' ہندوستان ہی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا، حضرت امام غزالیؒ کی مایہ ناز معتبر تصنیف ''احیاء العلوم والدین'' کا مکمل فارسی ترجمہ بھی ہندوستان ہی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا۔ مولانا جلال الدین رومی کی مشہور مثنوی ''مثنوی معنوی'' کی کئی شرحیں فارسی زبان میں سب سے پہلے ہندوستانی صوفیاء کے ذریعہ لکھی گئی ہیں۔

یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ ہندو ادباء وشعراء جن کے لئے فارسی ایک خارجی زبان تھی باوجود اس کے ان لوگوں نے فارسی لغت نویسی، Epistlogrophy اور شاعری میں ایک اہم کردار ادا کیا، فارسی لغت نویسی میں ہندوؤں کے ذریعہ سب سے اہم رول ادا کرتے ہوئے ٹیک چندر بہار نے ''بہارِ عجم'' اور پنڈت آنند رام مخلص نے ''مرآت الاصطلاح'' جیسی نایاب لغات پیش کر کے اس زبان کی بھرپور خدمت کی، منشی چندر بھان برہمن، منشی جسونت رائے، بھائی نند لال گویا جیسے دیگر ہندو اہل قلم نے فارسی زبان میں شاعری بھی کی اور انھوں نے دیوان کی شکل میں اپنے شاہکار فارسی زبان کو بخشے ہیں، ان کے علاوہ عہد اورنگ زیب میں بھی بہت سے ہندو شعراء نے ہندوستانی قصوں پر مشتمل عشقیہ داستانوں کو فارسی زبان میں پیش کیا جن میں سب

سے اہم مثنوی ''رامائن'' ہے، جس کو چندر من بیدلؔ نے تقریباً ۱۶۸۵ء میں تصنیف کیا، دکن کی ایک مشہور عشقیہ داستان ''مہیار اور چندر بدن'' کو دکن کے شاعر بیائیؔ نے مثنوی ''عشق نامہ'' کے نام سے ۹۴-۱۶۹۳ء میں فارسی زبان میں نظم کیا، مثنوی ''عشقیہ پنجاب'' کے نام سے ہندوستانی مشہور عشقیہ کہانی ''ہیر رانجھا'' کو پنجاب کے ایک شاعر چناؔبی نے فارسی زبان میں پیش کیا۔ سوامی بھوپت رائی جو کہ ''بیغم بیراگی'' کے نام سے مشہور تھے انہوں نے بھی اپنی شاعری کے ذریعہ ہندوستان میں فارسی زبان کی بے پناہ خدمات انجام دی ہیں۔ بیغم بنیادی طور پر صوفی شاعر تھے انہوں نے ہندوستان کے صوفیوں، درویشوں، بھگتوں اور سادھوؤں کے قصوں کو ایک مثنوی کی شکل میں پیش کیا جو کہ مثنوی ''قصص الفقرای'' کے نام سے مشہور ہے، اس مثنوی کے ذریعہ انہوں نے اسلامی تصوف اور بھگتی کے اسرار و رموز پر روشنی ڈالی ہے۔

فارسی زبان کے ہندو شعراء و ادباء کے علاوہ ہندی زبان کے شعراء نے بھی فارسی الفاظ کا اپنی شاعری میں استعمال کر کے فارسی کی خدمات کی ہیں، جن کے ذریعہ فارسی کے الفاظ ہندوستانی عوام کے درمیان پہنچے، ان میں سر فہرست ''سوامی تلسی داس'' کا نام آتا ہے۔ تلسی داس نے اپنی شاعری میں صاحب، سرتاجو، باغ بان، پاک، نسب جیسے فارسی الفاظوں کا استعمال کیا، تلسی داس کے علاوہ مشہور شاعر ہندی ''سورداس'' نے بھی فارسی الفاظ کا اپنی شاعری میں جگہ جگہ استعمال کیا ہے مثلاً اصل، عمل، باقی، فرد، جمع بندی، ثاقب جمع وغیرہ۔ ان شعراء نے فارسی الفاظوں کا استعمال کر کے ان کو خاص و عام میں مقبول کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

غیر معمولی اہمیت کے حامل فارسی مخطوطات سب سے پہلے ہندوستان ہی

میں چھپ کر شائع ہوئے ہیں، جنہیں نہایت دلچسپی کے ساتھ ''نول کشور پریس لکھنؤ'' اور لالہ چرنجی لال پریس دہلی نے شائع کیا، جب کہ دونوں چھاپہ خانوں کے مالک ہندو تھے اس کے باوجود فارسی کی اہم کتابوں کی نئے سرے سے چھپائی میں نمایاں خدمات انجام دیتے رہے، تاریخ طبری کا سب سے پہلا فارسی ترجمہ ''منشی نولہ کشور پریس لکھنؤ'' سے ہی شائع ہوا اور اس کے بعد تہران (ایران) سے شائع ہوا۔ ''فیہ مافیہ۔ مولانا روم'' کے وہ ملفوظات ہیں جن کو سب سے پہلے ہندوستان میں ہی ''مولانا عبدالماجد دریابادی'' نے ۱۹۲۴ء میں تصحیح کر کے نئے سرے سے شائع کیا تھا۔ موجودہ دور میں بھی فارسی کے نادر و قیمتی مخطوطات کو تصحیح کر کے شائع کیا جا رہا ہے جس کے ذریعہ فارسی کے خزانے میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، آج کے دور کے ہندوستانی فارسی خدمت گاروں میں ہمارے یہاں موجودہ کتب خانے قیمتی مخطوطات کو Preserve کر کے ان کو نئے سرے سے چھاپنے کے کام کو پورے طور پر انجام دے رہے، ان میں مشہور ''رضا لائبریری رامپور'' خدا بخش لائبریری پٹنہ'' ''مرکز تحقیقات فارسی علی گڑھ'' سالار جنگ میوزیم'' وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی بہت دلچسپ ہے کہ چند ہندوستانی الفاظ بھی فارسی زبان میں ملتے ہیں، سنسکرت زبان سے جو الفاظ فارسی زبان میں رائج ہوئے سب کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہ ہوگا اس لئے یہاں کچھ الفاظ کے بارے میں اپنی کوتاہ معلومات پیش کر رہا ہوں۔ سب سے پہلے فارسی لفظ ''قند'' کو دیکھا جائے جو سنسکرت زبان کے لفظ ''کھنڈ'' سے فارسی زبان میں پہنچا۔ سنسکرت لفظ ''کرپاس'' نے بھی فارسی زبان میں اپنا راستہ تلاش کیا جو کہ فارسی میں ''کرپاس'' کے نام سے رائج ہوا۔ فارسی اور عربی لفظ ''زنجبیل''

(ادرک) کی اصل بھی سنسکرت زبان میں پائی جاتی ہے، لفظ ''صندل'' بھی پراکرت زبان کے لفظ ''چندل'' سے نکل کر فارسی میں رائج ہوا، فارسی ''مشک'' بھی سنسکرت لفظ ''مشکا'' سے نکلا ہے، لفظ ''کاپور'' بھی سنسکرت لفظ ''کریور'' سے نکل کر فارسی زبان مین رائج ہوا۔ ہندوستان میں فارسی خدمات پر لکھنے کوتو بہت کچھ موجود ہے مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے اپنے اس کوتاہ سے مقالے کو یہیں پر ختم کرتا ہوں، امید ہے آپ تمام حضرات میرے اس شروعاتی دور میں حوصلہ افزائی کر کے مجھے بھی فارسی زبان وادب کی خدمات انجام دینے کا موقع عطا کریں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

منابع و مآخذ:

(۱) فارسی ادب بعہداورنگ زیب۔از ڈاکٹر نورالحسن انصاری۔ ۱۹۶۹ء

(۲) نقش زبان وادبیات فارسی، مجموعہ مقالات سمینار، بکوشش پروفیسر آذر دخت صفوی۔ ۲۰۰۴ء

(۳) روابط ہندو ایران، مجموعہ مقالات سیمینار، بکوشش پروفیسر آذرمی دخت صفوی۔ ۲۰۰۴ء

(۴) نفوذ فرہنگ زبان وادب فارسی در ہند، مجموعہ مقالات سمینات، بکوشش پروفیسر آذرمی دخت صفوی، ۲۰۰۶ء